Digitized By Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون: ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
جلد ۷۴/۳۹ | پیر ۲۱ جمادی الثانی ۱۴۰۹ھ ۳۰ صلح ۱۳۶۸ ہش ۳۰ جنوری ۱۹۸۹ء | نمبر ۲۶

ارشاداتِ عالیہ سیدنا حضرت اقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"طبیب کیلئے جیسا ضروری ہے کہ تشخیص عمدہ طور پر کرے۔ اسی طرح پر واعظ کے منصب کا یہ فرض ہے کہ وعظ و پند سے پہلے ان لوگوں کے امراض کو مدّنظر رکھے جن میں وہ مبتلا ہیں۔ مگر مشکل تو یہی ہے کہ یہ فراست اور یہ معرفت حقّانی واعظ کے سوا دوسرے کو ملتی ہی کم ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ ملک میں باوصف کہ سینکڑوں ہزاروں واعظ پھرتے ہیں۔ لیکن عملی حالت ملک کی دن بدن پستی کی طرف جارہی ہے۔ ہر قسم کی اعتقادی، ایمانی، اخلاقی غلطیاں اور کمزوریاں اپنا اثر کرتی جاتی ہیں۔ یہ اس لیے کہ وعظوں میں حقّانیت نہیں رُوح نہیں۔ یہ سب کچھ ہے۔ مگر میں اس وقت اپنے دوستوں کو پھر یہی بتلانا چاہتا ہوں کہ چونکہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے اپنے دلوں میں طلب حق کی پیاس کو محسوس کیا ہے۔ وہ راستی اور صداقت کے لینے میں مضائقہ نہ کریں۔ گو واعظ مختلف رنگوں اور پیرایوں میں اپنا سوال ہی پیش کرے۔ مگر تم کو نہیں چاہیئے۔ کہ صرف اس ایک وجہ سے اصل حکمت کو چھوڑ دو۔ کیونکہ وہ جو ان کے سوال کو سُن کر ان کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتا ہے وہ بھی تو غلطی پر ہے کیا کسی لعل اور گوہرِ نایاب کو محض اس لیے پھینک دیا جاسکتا ہے کہ وہ کسی بدبودار اور میلی کچیلی ٹلّی (دھجی کپڑے کی) میں بندھا ہوا ہے؟ ہرگز نہیں۔"

(ملفوظات جلد دوم صـ۱۰۷)

محترم چوہدری احمد جان صاحب وفات پاگئے

نہایت افسوس سے اطلاع دی جاتی ہے کہ محترم چوہدری احمد جان صاحب سابق امیر جماعت ہائے احمدیہ ضلع راولپنڈی اور سابق وکیل المال تحریک جدید ہفتہ ۲۸ جنوری ۱۹۸۹ء کو راولپنڈی میں وفات پاگئے

رات ۸ بجے محترم چوہدری صاحب کی کوٹھی واقع سیٹلائٹ ٹاؤن میں نمازِ جنازہ ادا کی گئی۔ بعد ازاں جنازہ ربوہ لایا گیا

محترم چوہدری صاحب موصوف سلسلہ کے نہایت فدائی اور مخلص بزرگ تھے۔ سالہا سال تک امیر ضلع راولپنڈی کے طور پر خدمات بجالاتے رہے۔ اس سے قبل مرکزِ سلسلہ میں بطور وکیل المال تحریک جدید بھی خدمات انجام دیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ موصوف کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے۔ اور آپ کو اپنے درجاتِ قرب میں بڑھاتا چلاجائے

میرے چھوٹے بھائی عزیزم مشتاق احمد باجوہ اسسٹنٹ ڈائریکٹر (ریٹائرڈ) لوکل گورنمنٹ بعارضہ قلب بیمار ہیں اور میو ہسپتال لاہور میں زیرِ علاج ہیں احباب سے ان کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

ظہور احمد باجوہ ربوہ

احباب جماعت کی خدمت میں گذارش ہے کہ حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے ۳ اپریل ۱۹۸۷ء کے بعد پیدا ہونے والے بچوں کو وقفِ نو میں پیش کریں۔

وکیل الدیوان

سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ کے فرمودات

زندہ قومیں جانتی ہیں کہ تکلیفوں کو دوام نہیں ہے

سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"ساری زندگی کا فلسفہ یہی ہے۔ جو چیز آتی ہے وہ ختم ہوجاتی ہے اور اسی فلسفہ کا نام زندگی ہے۔ اگر یہ نہ ہو تو پھر دُکھ بھی ختم نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے کیسا عدل قائم کر رکھا ہے۔ خوشیاں بھی آتی ہیں اور ختم ہوجاتی ہیں۔ بڑے بڑے دُکھ بھی آتے ہیں جن سے انسان سمجھتا ہے کہ میں کبھی گزر ہی نہیں سکوں گا۔ وہ بھی آکر ختم ہوجائیں گے۔ اسی طرح تکلیفوں کے ادوار بھی آنی جانی بات ہے۔ زندہ اور عارف قومیں جانتی ہیں کہ یہ وقتی تکلیفیں اور یہ آزمائشیں سب آنی جانی چیزیں ہیں۔ یہ گزر جائیں گی۔ انکو دوام نہیں ہے کیونکہ تقدیرِ الٰہی اسی طرح جاری و ساری ہے۔ پس ان چیزوں سے جہاں غم بھی پہنچتا ہے وہاں حوصلے بھی بڑے بلند ہوتے ہیں۔ یقین اور عزم بھی پیدا ہوتا ہے"

"صبر کے اندر بڑی طاقت ہے۔ انکسار میں ایک بہت بڑی طاقت ہوتی ہے۔ اگر انکسار اور تکبّر کا مقابلہ ہو تو اگر صبر ساتھ شامل ہو جائے تو لازماً انکسار جیتا کرتا ہے۔ اسلیئے اپنے اندر اخلاق کی یہ دو اعلیٰ قدریں پیدا کریں۔ صبر تحمّل اور پورے حلم کے ساتھ آپ انکسار کو اختیار کریں گے تو (اللہ نے چاہا تو۔ ناقل) اس سے بڑا فائدہ پہنچے گا۔"

(الفضل ۱۶ جنوری ۱۹۸۳ء صفحہ ۳-۴)

Digitized By Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: مسعود احمد پرنٹر: قاضی منیر احمد مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ
مقامِ اشاعت: دار النصر غربی ربوہ قیمت: ایک روپیہ پچاس پیسے

۳۰ صلح ۱۳۶۸ ہش ۳۰ جنوری ۱۹۸۹ء

انفرادی اور اجتماعی نیکی

نیکیاں انفرادی بھی ہوتی ہیں اور اجتماعی بھی۔ دونوں اپنی اپنی خاص اہمیت کی حامل ہیں۔ انفرادی نیکیاں ازخود دل میں پیدا ہوتی ہیں۔ یا بعض اوقات کسی کے توجہ دلانے پر بھی ان کا خیال آجاتا ہے۔ آپ نے ہمسایہ کی مدد کر دی۔ کسی گم کردہ رہ کو راہ دکھا دی۔ کسی غریب طالب علم کی فیس ادا کر دی۔ یا کتابیں خرید دیں یا اس کو سبق سمجھا دیا۔ بلا معاوضہ اس کی تعلیم میں مدد کر دی۔ کسی بیوہ کو سودا لا دیا۔ اور یہ انفرادی نیکیاں گنواتے چلے جائیں تو ان کے اتنے پہلو سامنے آئیں گے جتنے کسی کی زندگی کے پہلو ہو سکتے ہیں۔ ہر لمحہ ہر قدم پر کسی نہ کسی رنگ میں مدد کی جا سکتی ہے اور یہ انفرادی نیکی ہے۔

اس کے بالمقابل اجتماعی نیکیاں ہیں اس کی دو قسمیں ہیں ایک تو ایسی نیکیاں کہ آپ کے گروہ کے سب لوگ ایک نیک کام کر رہے ہیں اور آپ نے ان کا ساتھ دینا شروع کر دیا۔ گویا اس نیکی کی اجتماعیت کو آپ نے اور مضبوط کر دیا۔ آپ نے حصہ لے کر خود بھی نیک کام کیا اور جماعت یا گروہ کے ایک کام کی تکمیل کا باعث بن کر جماعت یا گروہ کو بھی نیک نام کیا۔ یا یہ ہے کہ آپ نے ایسی نیکی کا کام کیا جس کی طرف موقع اور محل کے پیشِ نظر امام جماعت نے توجہ دلائی۔ حضرت امام جماعت کی انگلیاں جماعت کی نبض پر ہوتی ہیں۔ اسے خدا تعالیٰ کی طرف سے بلا واسطہ راہنمائی بھی حاصل ہوتی ہے کبھی کوئی کام سامنے آتا ہے اور کبھی کوئی اور۔ امام جماعت اپنی جماعت کے افراد کی توجہ اس طرف مبذول کرواتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ ان کے سب لوگ وہ کام کریں تا کہ ہر ایک کو ثواب بھی ملے اور اجتماعیت سے استحکام بھی پیدا ہو۔

اگر انسان انفرادی نیکی کی طرف مائل نہ ہو۔ تو اس کا دل سخت ہو جائے۔ پتھر کی طرح سخت۔ اور وہ ثواب سے محروم ہو جائے اور معاشرہ اس کی افادیت کھو بیٹھے۔ کئی لوگ جو اس سے مستفید ہو سکتے ہیں وہ استفادہ سے محروم رہ جائیں لیکن اگر انسان اجتماعی نیکی کی طرف۔ اور خصوصاً اس نیکی کی طرف جس کا امام جماعت نے تقاضا کیا ہو۔ مائل نہ ہو۔ تو خود کو بھی ثواب سے محروم کرے گا اور جماعت کی اجتماعی حیثیت کو بھی ٹھیس پہنچائے گا۔ اس وضاحت کے پیشِ نظر ہم یہ سمجھتے ہیں کہ انفرادی نیکی بھی نہایت ضروری ہے اور ہمیں اس کی طرف توجہ دینی چاہیے اور اجتماعی نیکی کا موقع بھی کبھی ضائع نہیں ہونے دینا چاہیے۔ بلکہ اجتماعی نیکی کو فوقیت حاصل ہونی چاہیے

نیکیاں ہوتی ہیں اکثر بے زباں
بے نیازِ بیش و کم سود و زیاں
چاہتی ہیں ایک پردہ تان لیں
اور ہو جائیں نگاہوں سے نہاں

ابو الاقبال

دعائے نیم شب کا مجھکو گردوں سے جواب آیا
طلوعِ صبح سے پہلے جہاں میں انقلاب آیا

نیا وہ کارواں بادیا پہنچا سرِ منزل
میں خاکِ راہ کا ذرّہ تھا لیکن سہر کاب آیا

سفینہ ہے کبھی ساحل سے یہ ٹکرا ہی جاتا ہے
میں ہر گرداب میں پھنس کر وگرنہ کامیاب آیا

ہمیں دیکھو کہ ہم تہہ سے ابھی گوہر بدست ابھرے
وہ لاوارث سا لاشہ تھا جو کل بالائے آب آیا

نہیں شکوہ کہ چھیڑا خونِ فاسد نوکِ نشتر سے
گلہ یہ ہے کہ اسکے ساتھ میرا خونِ ناب آیا

ہنسا کرتا تھا دل یہ نکتہ چیں کی حرف گیری پر
بہت نالاں ہے جب سے میرے زیرِ احتساب آیا

قیامت خیز، رستا خیز ٹھہرایا گیا اس کو
ذرا سی بات تھی محفل میں کوئی بے نقاب آیا

تمہارے در کے سجدوں نے جبیں کو وہ ضیاء بخشی
زمانہ دیکھ کر مجھ کو پکارا آفتاب آیا

تبسّم اُٹھ خوشی سے نئی دنیا بنا ڈالیں
پرانی بستیوں میں شور ہے روزِ حساب آیا

ڈاکٹر عبدالرّشید تبسّم

Digitized By Khilafat Library Rabwah

"خدا کے پاک لوگوں کو خدا سے نصرت آتی ہے"

سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ

کی

دینی مصروفیات کا ایک دن

مکرم بشیر احمد خان رفیق صاحب

سیدنا حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ کو اللہ تعالیٰ نے یہ خوشخبری دی تھی کہ آپ کے وقت میں برکت دی جائے گی اور آپ کے وقت کا کوئی لمحہ بھی ضائع نہ ہوگا۔ اس خوشخبری کی روشنی میں جب ہم حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے مختلف النوع کاموں اور کارناموں پر نظر کرتے ہیں تو حیرت ہوتی ہے۔ چالیس پچاس سال کے اس عرصہ میں جو کام آپ سے اللہ تعالیٰ نے لیا۔ اس کی نظیر ملنی ناممکن ہے اسی سے زائد پُر معارف کتب کی تصنیف سینکڑوں تقاریر۔ مباحثے اور مناظرے۔ دین کی ترقی کے سلسلہ میں سفر۔ مقدمات میں حاضری۔ جماعت کی تعلیم و تربیت۔ اور بھرپور عائلی زندگی۔

جن لوگوں کو تصنیف کے کام کا تجربہ ہے وہ جانتے ہیں کہ ایک عام کتاب کی تصنیف مہینوں بلکہ بعض اوقات سالوں میں بمشکل مکمل ہوتی ہے۔ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی کتب انتہائی دقیق اور مشکل روحانی مسائل کی تشریح پر مشتمل ہیں۔ اور روحانی خزائن کے نام سے خود حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے انہیں موسوم کیا ہے۔ ایسے دقیق مسائل کو عام فہم انداز میں دنیا کے سامنے پیش کرنا عام محققین و مصنفین کے دائرہ سے باہر ہے۔ یہ صرف حضرت بانیٔ سلسلہ کا اعجاز تھا کہ اتنے کم وقت میں اتنی عظیم پُر معارف اور جامع العلوم کتب تصنیف کرنے کی اللہ تعالیٰ نے آپ کو توفیق عطا فرمائی۔ اور آپ کے وقت کے کسی لمحہ کو بھی ضائع نہ ہونے دیا۔

حضرت بانی سلسلہ کو اللہ تعالیٰ نے جو بتایا تھا اس کا پوری طرح انعکاس حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زندگی میں بھی نظر آتا ہے۔ آپ کے شب و روز کا ہر لمحہ خدمت دین کے لئے وقف ہے اور جو عجیب بات مجھے نظر آئی ہے وہ یہ ہے کہ یوں لگتا ہے۔ وقت آپ کے لئے بڑھا دیا جاتا ہے۔ جو کام آپ ایک معیّن وقت میں کر لیتے ہیں۔ وہ غالباً کئی آدمی مل کر بھی اتنے تھوڑے وقت میں نہ کر سکیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اوقات میں غیر معمولی برکت رکھ دی ہے۔

آپ کے کاموں کا حصر تو اس مختصر سے مضمون میں کرنا ناممکن ہے۔ البتہ حضور کی روزمرہ زندگی کے ایک دن پر مشتمل ایک خاکہ احباب کی خدمت میں رکھتا ہوں۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صبح کا آغاز نماز فجر سے ہوتا ہے۔ اس سے یہ مراد نہیں کہ حضور رات کا جو اکثر حصہ نماز فجر تک نماز تہجد۔ دعاؤں اور مناجات میں گزارتے ہیں۔ وہ حضور کی صبح کا آغاز نہیں بلکہ میری مراد حضور کی روزمرہ زندگی کے اس حصہ سے ہے جو عوام کو نظر آتا ہے۔ ان دنوں لندن میں نماز فجر ۶/۴۵ پر ادا ہوتی ہے۔ گرمیوں میں نماز فجر کا وقت عموماً ۲½ سے ۳½ بجے صبح کے درمیان رہتا ہے۔ نماز فجر کی ادائیگی کے بعد حضور بیت الفضل کے قریب ایک پارک میں سیر اور ورزش کے لئے تشریف لے جاتے ہیں۔ اور اوسطاً ۷ میل کی سیر فرماتے ہیں۔ جن لوگوں کو اس صبح کی سیر میں حضور کی معیت کا شرف حاصل ہوا ہے۔ ان کا بیان ہے کہ حضور کی سیر کی رفتار اس قدر تیز ہوتی ہے کہ دیگر ساتھیوں کو ایک لحاظ سے دوڑ دوڑ کر ساتھ دینا پڑتا ہے۔ حضور کی سیر کے اس وقت کا اکثر حصہ دعاؤں میں گزرتا ہے اور کچھ حصہ سیر میں شریک احباب کے ساتھ گفتگو میں۔

صبح کی سیر سے واپس تشریف لا کر کچھ دیر آرام فرمانے کے بعد حضور عموماً ۸½ اور ۹ بجے صبح کے درمیان دفتر تشریف لے آتے ہیں۔ دفتر کا اکثر عملہ چونکہ اسلام آباد سے روزانہ لندن آتا ہے۔ (اسلام آباد لندن سے قریباً ۳۵ میل کے فاصلہ پر ہے) اس لئے بارہا ایسا ہوتا ہے کہ جب حضور دفتر تشریف لاتے ہیں تو سوائے پہرہ پر موجود دوستوں کے اور کوئی نہیں ہوتا۔ حضور دفتری کاموں میں مگن ہو جاتے ہیں۔ دن بھر کی ڈاک جو سینکڑوں خطوط پر مشتمل ہوتی ہے ملاحظہ فرماتے ہیں۔ ان کے جوابات لکھتے اور لکھواتے ہیں۔ یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ یہ خطوط جو دنیا بھر سے بھیجے جاتے ہیں۔ مختلف النوع ہوتے ہیں۔ مربیان سلسلہ اور امراء جماعت اور مرکزی عہدیداران کی رپورٹیں ایسی ہوتی ہیں جن پر حضور نے نہ صرف اپنی رائے کا اظہار فرمانا ہوتا ہے بلکہ فیصلے بھی صادر فرمانے ہوتے ہیں۔ رہنمائی بھی فرمانی ہوتی ہے خطوط کا ایک حصہ دعائیہ خطوط پر مشتمل ہوتا ہے۔ ایک ایسا حصہ ہوتا ہے جس میں احباب اپنے مسائل پیش کر کے رہنمائی چاہتے ہیں۔ ایک حصہ ایسے خطوط پر مشتمل ہوتا ہے۔ جن میں احباب اپنے اپنے ممالک کے حالات اور جماعتی حالات تحریر کر کے بھجواتے ہیں۔ ایک حصہ خطوط کا احباب کی خوابوں پر مشتمل ہوتا ہے۔

پھر ایسے بھی خطوط ہوتے ہیں جن میں احباب جماعت نے حضور سے اپنے بچوں کے بارہ میں رشتوں ملازمتوں اور خاندانی مسائل کا ذکر کر کے رہنمائی طلب کی ہوتی ہے۔ ان تمام قسم کے خطوط کا جواب دینا آسان کام نہیں ہے۔ ہر ملک اور خطہ کے مسائل جدا جدا ہیں۔ ان کے ماحول کے مطابق جواب دینا اور ان کے مسائل حل کرنا حضور کا ہی حصہ ہے۔ عجیب بات یہ ہے کہ اتنے سینکڑوں خطوط کو حضور روزانہ بلاناغہ ملاحظہ فرما کر جوابات دیتے ہیں۔ کبھی کام ملتوی (DENDING) نہیں ہوا۔ کبھی حضور کی میز پر خطوط کا ڈھیر نہیں دیکھا گیا۔

دن کے ۱۱ بجے سے نماز ظہر تک دفتری ملاقاتیں ہوتی ہیں۔ مختلف شعبہ جات سے منسلک کارکنان اپنے کاموں کی رپورٹیں پیش کرتے ہیں۔ حضور سے ہدایات حاصل کرتے ہیں۔ ۱۲ بجے نماز ظہر کا وقت مقرر ہے۔ نماز ظہر کے بعد پھر دفتری ملاقاتیں شروع ہوتی ہیں یہ سلسلہ ۱½ بجے تک جاری رہتا ہے ۱½ بجے حضور اندرون خانہ تشریف لے جاتے ہیں ۲ بجے نماز عصر کا وقت مقرر ہے۔ جس کے لئے حضور بیت الفضل تشریف لاتے ہیں۔ ۲ بجے سے سوا چار بجے یعنی مغرب کی نماز تک دفتری ہدایات جاری فرماتے ہیں ڈاک ملاحظہ فرماتے ہیں۔ نماز مغرب کے بعد حضور دفتر تشریف لے جاتے ہیں۔ اور نماز عشاء تک یعنی ۸ بجے تک علاوہ دفتری کام کے دور دراز سے تشریف لانے والے مہمانوں کو شرفِ ملاقات بخشتے ہیں۔ یہ ملاقاتیں ان دنوں ۶ بجے شروع ہوتی ہیں اور ۸ بجے تک ان کا سلسلہ جاری رہتا ہے نماز عشاء کے بعد حضور گھر تشریف لے جاتے ہیں۔ گھر میں بھی فرصت کتنی ہوگی۔ خطباتِ جمعہ کی تیاری علمی مضامین پر غور و فکر۔ اور گھریلو زندگی کی مصروفیات ہمہ وقت جاری رہتی ہیں۔ دنیا بھر سے احباب بذریعہ فون حضور سے بات کرنے کے خواہش مند ہوتے ہیں ان میں سے چند ایک سے حضور خود بھی فون پر گفتگو فرماتے ہیں۔

بعض بیماروں کے فون یا خطوط آتے ہیں تو حضور علاوہ ان کے لئے دردمندانہ دعاؤں کے بارہا ہومیو پیتھی علاج بھی تجویز فرماتے ہیں۔

ابھی چند دن کی بات ہے۔ میری ایک آنکھ میں شدید درد ہوا۔ آنکھ سرخ ہو گئی میں نے حضور کی خدمت میں دعا کی درخواست بھجوا دی۔ جواب آیا۔ دعا کر رہا ہوں۔ لیکن علامات بتائیں تا ہومیو نسخہ تجویز کر سکوں۔ حضور نے نسخہ تجویز فرمایا۔ اور حضور ہی کے دفتر سے دوائی ملی اور ایک دن کے اندر آنکھ کا عارضہ جاتا رہا۔

ان مصروفیات کے علاوہ حضور احباب جماعت کی شادیوں۔ ولیموں اور آمین کی تقاریب میں بھی شرکت فرماتے ہیں۔ زیر اثر احباب سے ملاقاتیں فرماتے ہیں ریڈیو ٹیلی ویژن اور اخبارات میں انٹرویوز کا سلسلہ بھی جاری رہتا ہے۔ بیرونی مشنوں سے بذریعہ فون گفتگو خود فرماتے۔ اور موقع پر ہی انہیں ہدایات بھی جاری فرماتے ہیں۔

حضور کا ہر خطبہ علم و عرفان کا ایک ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر ہوتا ہے۔ اسے سننے کے لئے دور دور سے لوگ بیت الفضل لندن میں تشریف لاتے ہیں۔ اور علم و عرفان سے جھولیاں بھر کر لے جاتے

ہیں۔ پچھلے دنوں کوہاٹ کے ایک غیر از جماعت دوست بیت الفضل کے باہر جمعہ کے بعد ملے کہنے لگے۔ میں نے پہلی دفعہ حضور کا خطبہ سُنا ہے (یہ خطبہ صبر و قناعت کے موضوع پر تھا) کہنے لگے خطبہ کا ہر لفظ دل میں اترتا چلا گیا اور میں اب اپنے اندر ایک نیا ایمان پاتا ہوں۔ ایسا پُر معارف کلام تو میں نے زندگی بھر اس سے پہلے کبھی نہیں سُنا۔

اسلام آباد جماعت احمدیہ انگلستان کا ثانوی مرکز ہے جہاں وقتاً فوقتاً جماعتی اجتماعات منعقد ہوتے ہیں۔ حضور ان میں شرکت کی غرض سے جب تشریف لے جاتے ہیں تو وہیں دو ایک دن بھی گزار لیتے ہیں۔ یہاں ماحول انتہائی بے تکلفی کا ہوتا ہے۔ شام کو مجلس عرفان منعقد ہوتی ہے۔ حضور احباب کے سوالوں کے جواب دیتے ہیں اور اب تو خدا کے فضل سے مجالس عرفان کی کیسٹوں کا ایک بہت بڑا ذخیرہ جمع ہو گیا ہے کہ اگر اس کو ضابطہ تحریر میں لایا جائے تو کئی ضخیم کتابیں بن جائیں گی۔ اللہ کرے۔ جلد یہ ذخیرہ کتابی صورت میں منتقل ہو کر احباب کو میسر آئے۔

یہاں ان کارکنان کا بھی ذکر کرنا مناسب ہوگا۔ جو انتہائی سرگرمی سے حضور کا ہاتھ بٹا رہے ہیں۔ ان کی ان تھک محنت۔ خدمت دین کا بے پناہ جذبہ اور حضور سے ان کی محبت و عشق کا جذبہ مثالی ہے۔ جو کام مرکز ربوہ میں کئی کارکنان مل کر کرتے تھے اب اس کے مقابل پر صرف چند کارکنان ہیں۔ جنہوں نے سارا بوجھ اٹھایا ہوا ہے ہفتہ کے ساتوں دن کام جاری رہتا ہے صبح ۹ بجے سے شام ۹ بجے تک سارے کارکنان دفاتر میں اپنے اپنے کاموں میں مگن بھی رہتے ہیں۔ لندن کے بہت سارے احباب جن میں خواتین بھی شامل ہیں۔ رضاکارانہ طور پر خدمت میں لگے ہوئے ہیں۔ ٹائپنگ کا اچھا خاصا کام ہے۔ خطوط کے جوابات جو حضور کی طرف سے آتے ہیں۔ ان کی تیاری۔ ترسیل وغیرہ کا سارا کام رضاکارانہ بنیادوں پر جاری ہے غرض نہ صرف حضور کے وقت میں اللہ تعالیٰ نے برکت عطا فرمائی ہے۔ بلکہ حضور کے ساتھ جو عملہ شریک کار ہے باوجود ان کی بے بضاعتی کے اللہ تعالیٰ نے اُن کے کاموں میں بھی بے حد برکت ڈال دی ہے۔ اور ہر طرف برکت ہی برکت جلوہ فرما ہے۔

Digitized By Khilafat Library Rabwah

درسِ عبرت

رخصت اے غرناطہ اے بے نظیر شہر

آج تاریخ اسپین کا وہ باب پیش نظر ہے جس سے زیادہ حیرت انگیز اور جاں گداز اسپین چشم فلک نے بھی کہاں دیکھا ہوگا۔ فتح مند عیسائی فوجیں خوشی کے نعرے لگاتی ہوئی "سانتافی" سے نکل کر ادھر ادھر بل کھاتی ہوئی میدان بقیع پر پھیلتی جا رہی اور بد نصیب مسلمان اس عرصۂ محشر میں ایک طرف کھڑے زمانہ کی نیرنگیوں کا تماشا کر رہے ہیں۔ سب سے پہلے فوج کا ہراول دستہ الحمراء میں داخل ہوتا ہے اور ادھر مینار کمیرس کی کشیدہ قامت چوٹی سے ایک نقرئی صلیب ہوا میں بلند ہوتی دکھائی دیتی ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی "سینٹ جیمس"، کا پرچم لہراتا ہوا نظر آتا ہے۔ عیسائی فوج میدان میں پرے باندھے کھڑی "شنت یاقوہ۔ شنت یاقوہ" کے نعرے بلند کر رہی ہے۔ سب سے آخر میں قشتالہ اور ارغون کا متحدہ جھنڈا مینار پر نصب کیا جاتا ہے۔ شاہی بینڈ مذہبی گیت کی دھن بلند کرتا ہے۔ شاہ فرڈیننڈ اور ملکہ ازابیلا دو زانو ہو کر شکر بجا لاتے ہیں ـــ ادھر جبل الشہداء کے دامن میں چند جاں نثار رفیقوں کے جلو میں خانہ برباد اور بد نصیب آخری سلطان غرناطہ ابو عبداللہ کھڑا ہے۔ جب فرڈیننڈ کی سواری اس کے پاس آتی ہے تو وہ اپنا لرزتا ہوا ہاتھ بڑھا کر غرناطہ کی کنجیاں اُسے تھما دیتا ہے اور خود کوہستانی دروں کی طرف مڑ جاتا ہے کچھ دور جا کر جب غرناطہ کی یاد اُسے بے تاب کر دیتی ہے تو ایک قلّہ کوہ پر کھڑے ہو کر حیرت انگیز نگاہ سے مسلمانوں کے گزشتہ شان و شوکت اور عظمت و سربلندی کا نظارہ کرنے لگتا ہے۔ وسیع الفضاء میدان بقیع۔ الحمراء کے سرفلک کشیدہ مینار۔ روضۃ الناظرین اور اس کا نظر فریب حاشیہ و متن غرضیکہ وہ وطن مالوف کے ایک ایک نقش پر نگاہِ واپسیں ڈالتا ہے۔ اور جب فرط الم سے تاب نہیں رہتی تو زار و قطار رونے لگتا ہے۔ حتیٰ کہ عائشہ (اسکی والدہ) جو اسکے پہلو میں کھڑی ہے کہتی ہے۔

"جس چیز کو تم کل مردوں کی طرح
نہ بچا سکے اسکو آج عورتوں
کی طرح رونے سے فائدہ؟"

یہ منحوس قلّہ کوہ جس سے ابو عبداللہ نے ہمیشہ کیلئے اپنے وطن کو خیر باد کہا۔ اسپین میں آج تک مسلمانوں کا دم واپسیں کہلاتا ہے۔ ابو عبداللہ غرناطہ کی حدود سے نکلا تو اس کا ہر آنسو اس دل گداز نوحہ کے مصرعوں میں ڈھلتا چلا گیا جو آج بھی تاریخ کے اوراق میں "درس عبرت" کے نام سے محفوظ ہے۔ لیجئے آج اسپین میں مسلمانوں کے زوال کی داستان کا آخری باب خود ابو عبداللہ ہی کی زبان سے سنیئے:

• جب وقت آفتاب افق کی تاریکی میں چھپ رہا تھا۔ غرناطہ میں ہر طرف اک شہر آشوب حالت بپا تھی۔

• بعض تثلیث کی دہائی دے رہے تھے اور بعض توحید کی پناہ مانگ رہے تھے۔

• ایک گروہ قرآن مجید لئے جاتا تھا تو دوسرا صلیب لئے آتا تھا۔

• یہاں گرجا کے گھنٹہ کی گونج سنائی دیتی تھی اور وہاں مسلمانوں کی آذان کی آواز۔

• قلعہ الحمراء میں مسیحوں کے گیت گائے جانے لگے۔

• اور اس کے ساتھ ہلال کے تمام پھریروں کے بجائے قشتالہ اور ارغون کا متحدہ جھنڈا میناروں پر نصب ہو گیا۔

• ایک بادشاہ ایوانِ حکومت خالی کر کے روتا ہوا رخصت ہوتا ہے اور دوسرا مظفر و منصور داخل ہو کر اس پر قبضہ کر لیتا ہے۔

• رونے والا بادشاہ رخصت ہونے سے پیشتر اپنی سفید ڈاڑھی نوچتا اور نوحہ کرتا ہے۔

رخصت اے غرناطہ۔ اے بے نظیر شہر

• افسوس اے فخر کفرستان سات سو برس بلکہ اس سے بھی زیادہ عرصہ گزرا کہ مسلمانوں نے آ کر تیری عنانِ حکومت ہاتھ میں لی۔

• تیری مادرانہ آغوش شفقت میں اس نامور اور جلیل القدر نسل نے برسوں پرورش پائی۔

• صدیوں تو نے اس اولو العزم قوم کی جس نے کبھی کسی کے سامنے سر نہ جھکایا تھا، نازبرداری کی۔ افسوس وہ آج تجھ سے ہمیشہ کے لئے رخصت ہوتے ہیں۔

• وہ دلیر و جاں نثار شجاع شجاع، وہ مغرور قشتالہ کا سر جھکا دینے والے اور جان نصرانیت پر آفت لانے والے غازی جو رجز سے مست ہو کر صف شکن حملے کرتے تھے۔

• وہ سب تیری زرریز کان کے لعل تھے۔ تیری ولولہ انگیز آب و ہوا نے ان کی تعمیر مزاج میں ایسی جرأت مضمر کر دی تھی کہ نوجوان کے لئے یہ ادنیٰ بات تھی کہ کسی حور وش نازنین کے غم ہجر یا صدمہ رقابت سے بے تاب ہو کر بلا تکان جان دے دے۔

• یا اپنے ہادی برحق پیغمبر آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک نام یا اپنی عزت پر بلا تامل قربان ہو جائے۔

• شجاعت تیرے مردم خیز خطے کا ایک چشمۂ آبیاری تھا اور تیرے عزیز او جو فرزندوں کے بلند پرواز حوصلوں کا "سدرۃ المنتہیٰ"،

• وہ تلوار کی آب کو آبرو سمجھتے تھے اور تلوار کے جوہر کو جوہرِ انسانیت۔

• آہ اے بقیع! میں دیکھتا ہوں کہ تیرے ہرے بھرے کھیتوں پر برق خرمن سوز جلوہ گر ہے۔ تیری خوشنما سرسبز کنج باغ پر خزاں کا عالم ہے۔

• تیرے شاندار اور پر رونق الحمراء پر تیرگی چھا گئی ہے۔ تیرے پھلے پھولے گلزاروں کی نضارت اور ترو تازگی ہمیشہ کے لئے رخصت ہو گئی ہے۔

• صد حیف میں دیکھتا ہوں کہ ان کے رنگ برنگے خوشنما پھولوں کی نازک پنکھڑیاں صرصر حوادث سے کملا کملا کر خاک میں ملتی جاتی ہیں۔

• آہ وہ بد نصیب بادشاہ! جو اس فردوسِ زمین سے اس طرح نکال دیا جائے۔ کس منہ سے عزت کا دعویٰ کر سکتا ہے۔ کس حیثیت سے گھوڑے پر سوار ہو سکتا ہے۔ کیا یہ ممکن ہے کہ اس کا منحوس نام زبانِ خلائق پر آئے! ہرگز نہیں۔

• اب اس کی بقیہ عمر کسی تنگ و تاریک جگہ میں دنیا سے منہ چھپائے گمنام و بے نشان ہو کر گزرے گی۔

• وہ اپنی حالت پر آپ ماتم کریگا۔ درد و غم کے سوا کوئی اس کا مونس و غمخوار نہ ہوگا۔ اور نہ ہی کسی کے سوا کوئی فاتحہ خواں۔

(صدیق الحسن نعمانی)

بشکریہ ہفت روزہ "لاہور"

قربانی وہی ہے جو موت تک کی جاتی ہے۔ پس جو آخر تک ثابت قدم رہتا ہے وہی ثواب بھی پاتا ہے۔

Digitized By Khilafat Library Rabwah

اُردو کے چند قدیم اخبار و رسائل

الطاف رسول

برصغیر میں ذرائع طباعت کے فقدان کی وجہ سے اخبارات رسائل اور کتب کی نشر و اشاعت بہت تاخیر سے شروع ہوئی۔ سب سے پہلا اخبار "بنگال گزٹ" (بزبان انگریزی) ۱۸۱۶ء میں بھٹا چارجی نے کلکتے سے شائع کیا۔ کلکتہ ۱۹۱۱ء تک برطانوی ہند کا دارالحکومت تھا، اس لئے پہلے پہل اخبارات وہیں سے جاری ہوئے۔

۲۳-۱۸۲۲ء میں دو اخبار "جام جہاں نما" اور "شمس الاخبار" (کچھ فارسی اور کچھ اُردو میں) جاری ہوئے۔ اس زمانے میں برصغیر کی حکومتوں کی دفتری اور عام زبان فارسی تھی حتیٰ کہ پنجاب کی سکھا شاہی کی زبان بھی فارسی تھی۔ ۱۸۲۰ء میں ملک بھر میں اخبارات کی تعداد ۴۹ تھی جن میں سے ۳۲ انگریزی میں اور ۱۶ بنگالی زبان میں شائع ہوتے تھے۔ ۱۸۳۳ء میں یہ تعداد ۶۸ ہوگئی جن میں صرف ایک اخبار "معلم افروز" فارسی میں تھا جس کے مالک وہاج الدین تھے۔

اُردو کا پہلا اخبار

سب سے پہلا اردو اخبار ۱۸۳۶ء میں دہلی سے جاری ہوا جس کا نام "اردو اخبار" تھا۔ یہ ہفت روزہ تھا۔ اس دور میں جتنے اخبارات بھی جاری ہوئے، سب ہفت روزہ تھے۔ روزنامے کا تصوّر ابھی قائم نہیں ہوا تھا کیونکہ اس کے لئے ذرائع موجود تھے نہ ضرورت تھی۔ دہلی کے اُردو اخبار کے ایڈیٹر مشہور انشاء پرداز مولوی محمد حسین آزاد دہلوی کے والد مولوی باقر علی تھے۔ اس اخبار میں مغل بادشاہ کے دربار کی ادبی سرگرمیوں کے علاوہ مقامی خبریں اور ان پر تبصرے بھی چھپتے تھے۔ لیکن اس سے بھی پہلے لدھیانے سے عیسائی مشن نے ایک اردو ہفت روزہ "نور افشاں" ۱۸۳۴ء میں جاری کیا تھا۔ یہ مشن کی مذہبی اور تبلیغی سرگرمیوں کا آئینہ دار تھا۔ اگست ۱۹۴۷ء تک یہ پرچہ جاری تھا۔ ممکن ہے اب بھی نکلتا ہو۔

دہلی سے ۱۸۳۷ء میں سرسید مرحوم کے بڑے بھائی سید محمد خان نے "سید الاخبار" جاری کیا جس نے مولوی باقر کے اُردو اخبار کی جگہ لے لی۔ ان ایام میں مغل بادشاہ بہادر شاہ ظفر کی سرپرستی میں ایک فارسی اخبار "سراج الاخبار" بھی جاری ہوا۔ ۱۸۴۰ء میں مدراس سے رحمت اللہ نے "جامع الاخبار" اور ۱۸۴۴ء میں سید امیر علی نے "نور مشرق" نکالا۔ اس کے علاوہ کئی ہفت روزے اور ماہنامے جاری ہوئے جن میں آگرے کا "فوائد الناظرین" اندور کا "قرآن السعدین" مدراس کا "اسد الاخبار" مرزاپور کا "اعظم الاخبار" اور "مالوہ اخبار" اور "خیر خواہ ہند" وغیرہ شامل ہیں۔ ۱۸۴۶ء میں پنجاب میں سرکاری اخبار "لاہور کرانیکل" نکلا جو ۱۸۶۷ء میں بند ہوگیا۔

۱۸۴۹ء میں پنجاب انگریزی عملداری میں آگیا۔ انہی ایام میں منشی ہرسکھ رائے نے یوپی میں ہفت روزہ "کوہ نور" جاری کیا جس میں زیادہ تر سرکاری اور انتظامیہ کی سرگرمیوں کا ذکر ہوتا تھا۔ پھر کوہ نور کا رقیب "دریائے نور" جاری ہوا۔ اس کا دفتر اسی عمارت میں تھا جس میں "کوہ نور" کا دفتر تھا۔ ادھر سیالکوٹ سے "ریاض الاخبار" اور "چشمۂ فیض" لودھیانہ سے "نور" علی نور" امرتسر سے "باغ نور" اور ملتان سے "ریاض نور" جاری ہوئے۔ ۱۸۵۲ء میں پاک و ہند میں دیسی زبانوں کے ۳۴ چھاپے خانے اور ۳۱ اخبار اور رسالے شائع ہوتے تھے۔ ان میں سے دو لاہور سے، چھ دہلی سے، سات آگرے سے سات بنارس سے اور باقی کانپور، بریلی، مرزا پور، اندور، لدھیانہ، بھرت پور، امرتسر اور ملتان سے شائع ہوتے تھے۔

اخبارات پر سختی

۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی کے بعد برطانوی حکومت نے دیسی زبانوں کے اخبارات پر (انگریزی اخبارات کی انگیخت پر) سنسر شپ عائد کردی۔ مولوی محمد باقر کو گولی ماردی گئی۔ ملتان کے ایک ایڈیٹر کو حکم دیا گیا کہ وہ اشاعت سے پہلے اپنے مضامین سنسر کرائے۔ "چشمۂ فیض" سیالکوٹ کو مجبور کیا گیا کہ وہ اپنا دفتر لاہور میں منتقل کرے۔ ان سختیوں کی وجہ سے کئی مسلم اخبار بند ہوگئے اور اُن کی جگہ ہندو اخبارات جاری ہوگئے۔ ۱۸۵۸ء میں مسلم اخبارات کی کل تعداد اڑتیس سے بارہ رہ گئی۔ پنڈت برج موہن دتہ تریا کیفی کا یہ خیال بالکل صحیح ہے کہ جنگِ آزادی کے بعد مسلم اخبارات نے عوام کے حقوق کی حمایت میں اپنی قدر و قیمت واضح کردی۔

اُردو صحافت کا احیاء

۱۸۶۲ء میں سرسید نے سائنٹیفک سوسائٹی قائم کی جس نے نشوونما پاکر علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کی شکل اختیار کی۔ سرسید نے ۱۸۶۶ء میں "سوسائٹی کے اخبار" کے نام سے ایک رسالہ جاری کیا جو اُن کی وفات تک علی گڑھ انسٹی ٹیوٹ گزٹ کے ساتھ ضمیمے کے طور پر شائع ہوتا رہا۔ سرسید نے ۱۸۷۰ء میں "تہذیب الاخلاق" کے نام سے ایک ماہنامہ جاری کیا۔ دونوں رسالوں کا مقصد مسلم عوام کی تعلیم تھا۔ پنجاب میں "تاریخ لاہور" کے مصنف سید محمد لطیف کے والد سید محمد عظیم نے ۱۸۵۶ء میں انگریزی سہ روزہ اخبار "پنجابی" جاری کیا جو جلد ہی بند ہوگیا۔ لیکن اس کا اُردو ایڈیشن ۱۸۹۰ء تک جاری رہا۔

۱۸۷۷ء میں لاہور سے سول اینڈ ملٹری گزٹ جاری ہوا۔ یہ اخبار پہلے پہل ۱۸۷۲ء میں شملے سے ہفت روزہ کی صورت میں شائع ہوتا تھا۔ پھر اس کا دفتر کلکتہ منتقل کردیا گیا۔ آخر ۱۸۷۷ء میں یہ لاہور آگیا۔ اس کا مقصد حکومت برطانیہ کی خدمت تھا، لیکن یہ جلد ہی ایک ادارہ بن گیا اور اس نے پنجاب کی انگریزی صحافت میں نمایاں حیثیت اختیار کرلی۔

۱۸۸۱ء میں لاہور سے ایک اُردو انگریزی سہ روزہ "ٹریبیون" کے نام سے شائع ہونے لگا جو تھوڑے عرصے کے بعد خالص انگریزی پرچہ بن گیا اور یکم جنوری ۱۹۰۶ء سے روزنامے کی صورت میں نمودار ہونے لگا۔ "ٹریبیون" کانگرس کا آرگن تھا۔ اُس وقت سہ روزہ مسلم پرچہ صرف "آبزرور" تھا جسے لودھیانے کے خواجہ احمد شاہ مرحوم نے ۴-۱۹۰۳ء میں لاہور سے جاری کیا تھا۔

خواجہ احمد شاہ رئیس لودھیانہ، پنجاب قانون ساز کونسل کے رکن بھی تھے۔ "آبزرور" کے ایڈیٹر شیخ عبدالقادر تھے۔ اس کے لکھنے والوں میں میاں فضل حسین بھی تھے۔ "آبزرور" ۱۹۱۸ء تک جاری رہا۔

۱۸۷۶ء میں برِصغیر میں کل ۱۱۹۱ اخبار تھے جن میں صرف ۵۲۷ دیسی زبانوں کے تھے۔ اس وقت پنجاب میں اخبارات کی کل تعداد بیس تھی جن میں چھ اُردو کے تھے۔ سب سے زیادہ اخبار بنگال میں، پھر بمبئی اور مدراس میں تھے۔ لیکن صحافت کا عام معیار بلند نہیں تھا۔

۱۸۷۰ء میں لالہ مکند لال مالک "متر ویلاس" (ہندی) نے "اخبار عام" جاری کیا جو جلد ہی روزنامہ بن گیا۔ اس کی اشاعت دو ہزار نو سو تھی۔ اس وقت پنجاب میں چند اور بھی اُردو پرچے تھے جن کی اہمیت ذرا کم تھی۔ ان میں اخبار انجمن پنجاب (۱۸۷۰ء) فیض عام (۱۸۷۰ء) رہنمائے پنجاب (۱۸۷۱ء) اتالیق پنجاب (۱۸۷۱ء) دہلی پنچ (۱۸۸۰ء) کوہ طور (۱۸۷۲ء) مطلع انوار (۱۸۷۲ء) حقیقی عرفان (۱۸۷۲ء) ہدایت حقیقت (۱۸۷۲ء) اخبار جہلم (۱۸۷۲ء) پنجاب گزٹ (۱۸۷۳ء) قاسم الاخبار (۱۸۷۳ء) ریفارمر (۱۸۸۲ء) رفیق ہند (۱۸۸۴ء) اور پنجاب ریویو (۱۸۷۷ء) شامل ہیں۔

پیسہ اخبار

مولوی محبوب عالم نے ۱۸۷۷ء میں گوجرانوالہ سے پیسہ اخبار جاری کیا جسے بعد میں لاہور منتقل کردیا گیا۔ اس پرچے میں ادبی اور علمی مضامین بھی شائع ہوتے تھے۔ اور قومی مسائل پر بحث کی جاتی تھی۔ اس کی قیمت ایک پیسہ فی پرچہ تھی۔ یہ پرچہ جلد ہی عوام میں مقبول ہوگیا اور اس کی اشاعت پانچ ہزار تک پہنچ گئی۔ جب کہ سول اینڈ ملٹری گزٹ کی اشاعت چودہ سو اور "اخبار عام" کی سترہ سو تھی۔ مولوی محبوب عالم نے مکتبہ قائم کرکے متعدد کتابیں شائع کیں۔ پیسہ اخبار سٹریٹ لاہور میں آج بھی موجود ہے۔

مولوی محبوب عالم نے یورپ جاکر صحافت کی تربیت بھی حاصل کی اور واپس آکر دوسرے صحافیوں کو تربیت دی۔ اُن کا یورپ اور مشرقِ اوسط کا سفرنامہ بھی خاصا مقبول ہوا۔ بیسویں صدی کے آغاز پر پنجاب میں اُردو زبان کے پرچوں کی تعداد پچانوے ہوگئی۔ جب کہ انگریزی پرچے صرف اٹھارہ تھے۔

ہفت روزہ وطن

انہی ایام میں مولوی انشاء اللہ خان نے لاہور سے "اخبار وطن" نکالا جو پیسہ اخبار کی طرح بہت مقبول ہوا۔ انہوں نے مکتبہ بھی قائم کیا۔ وطن سٹریٹ اور ڈاکخانہ وطن اب تک وطن کی یادگار موجود ہے۔

۱۸۸۵ء میں مولوی فقیر محمد نے بھی "سراج الاخبار" جاری کیا تھا جو ۱۹۱۶ء تک نکلتا رہا۔ اُن دنوں "چودہویں صدی" "جعفر زٹلی" اور "پنجاب سماچار" بھی مقبول تھے۔

Digitized By Khilafat Library Rabwah

بیسویں صدی کے آغاز میں ملک میں سیاسی بیداری پیدا ہو چکی تھی۔ ۱۹۰۰ء سے ۱۹۱۴ء تک کا عرصہ کئی تحریکوں اور ہنگاموں کی آماجگاہ رہا۔ اس اثناء میں حکومت نے بھی اخبارات کا گلا گھونٹنے کے لئے کئی قوانین وضع کئے۔

روزنامہ زمیندار

۱۹۰۳ء میں حضرت مولانا ظفر علی خان مرحوم کے والد مولوی سراج الدین نے کسانوں کی حمایت کے لئے ہفت روزہ 'زمیندار' کرم آباد ضلع گوجرانوالہ سے جاری کیا۔ ۱۹۱۱ء میں ان کی وفات کے بعد اُن کے قابلِ فخر فرزند مولانا ظفر علی خان مرحوم نے 'زمیندار' کی ادارت سنبھالی۔ انہوں نے 'زمیندار' کو قومی، سیاسی اور دینی پرچہ بنا لیا اور ۱۹۱۱ء میں اسے لاہور منتقل کر کے روزنامہ بنا دیا۔ زمیندار اخبار کی قومی خدمات اور مولانا ظفر علی خان کی صحافتی اور علمی، ادبی و سیاسی خدمات کی داستان اتنی طویل ہے کہ اس کے لئے کتاب کی ضرورت ہے۔ مختصر یہ کہ یہ سخت جان پرچہ قیام پاکستان کے بعد بھی مولانا کی وفات (۱۹۵۶ء) کے بعد تک جاری رہا۔

الہلال

مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم نے پہلے پہل ایک ادبی پرچہ 'نیرنگِ عالم' جاری کیا، مگر ان کی طبیعت شاعری سے جلد ہی سیر ہو گئی اور وہ اردو نثر نگاری کی طرف مائل ہو گئے۔ اور 'لسان الصدق' کے نام سے ایک رسالہ جاری کیا جو نیم ادبی اور نیم دینی پرچہ تھا۔ اُن کی عمر اس وقت (۱۹۰۴ء) میں صرف ۱۶ سال تھی۔ ۱۹۰۵ء میں حصولِ تعلیم کے لئے وہ مصر چلے گئے اور ۱۹۰۷ء میں واپس آئے۔ مولانا روزنامہ وکیل امرتسر کے بھی ایڈیٹر رہے اور لاہور کے ماہنامہ مخزن میں علمی اور ادبی مضامین لکھتے رہے۔ انہوں نے جون ۱۹۱۲ء میں کلکتے سے بڑے سائز پر اخبار 'الہلال' نکالا جو اپنی زبان، طرز اور نوعیت کے لحاظ سے اعلیٰ معیار کا پرچہ تھا۔ الہلال نے برّصغیر کے صحافتی حلقوں میں تہلکہ مچا دیا۔ یہ پرچہ ٹائپ کے ذریعے چھپتا تھا۔ اس میں تصاویر بھی شائع ہوتی تھیں۔ الہلال مسلمانوں میں بہت مقبول ہوا بلکہ آج تک مقبول ہے۔۔ الہلال کی جلدیں عرصہ تک فروخت ہوتی رہیں۔ آج بھی اگر الہلال کی کوئی جلد کسی کے پاس ہے تو وہ اسے تبرکات میں شمار کرتا ہے۔ اس زمانے میں پہلے جنگ بلقان شروع ہوئی پھر جنگ طرابلس۔ ان دونوں جنگوں سے مسلمانانِ ہند متاثر ہوئے۔ پھر ۱۹۱۴ء میں پہلی جنگِ عظیم شروع ہو گئی۔

حکومت برطانیہ نے برّصغیر میں مطبوعات کے متعلق سخت ترین قوانین جاری کر دیئے جن کے ماتحت سرکردہ مسلم اخبارات کا گلا گھونٹ دیا گیا؛ چنانچہ ۱۹۱۴ء میں الہلال بند ہو گیا۔

البلاغ

مولانا ابوالکلام آزاد نے اب 'البلاغ' کے نام سے دوسرا پرچہ جاری کیا۔ یہ بھی ہفت روزہ الہلال کی طرح معیاری پرچہ تھا اور ۱۹۱۶ء تک جاری رہا۔ مولانا کو حکومت نے رانچی جیل میں نظر بند کر دیا۔ وہ دسمبر ۱۹۱۹ء میں رہا ہوئے تو انہوں نے البلاغ پھر جاری کیا، مگر خلافت اور تحریک عدمِ تعاون کی گوناگوں مصروفیات کے باعث اسے جاری نہ رکھ سکے۔ بہرحال مولانا نے الہلال اور البلاغ کے ذریعے برّصغیر میں صحافت کا ایک اعلیٰ معیار قائم کیا جو تاریخ صحافت کا ایک زرّیں حصہ ہے۔

ہمدرد

الہلال ہی کے زمانے میں مولانا ظفر علی خان مرحوم نے لاہور میں اور مولانا محمد علی جوہر مرحوم نے کلکتے میں اسلامی صحافت کے دو اور ستون قائم کئے۔ مولانا محمد علی جوہر مرحوم نے ۱۹۱۱ء میں کلکتے سے انگریزی اخبار 'کامریڈ' اور اردو اخبار 'ہمدرد' جاری کئے۔ چونکہ وہ زمانہ بلقان اور طرابلس کی جنگوں کا تھا۔ مولانا نے اپنے اخبارات میں حکومت برطانیہ اور اُس کی دوسری حلیف طاقتوں پر سخت نکتہ چینی کی۔ انہوں نے کامریڈ میں ۱۹۱۲ء میں "ترک کیا چاہتے ہیں" کے عنوان سے ایک مقالہ لکھا جس پر اُن سے ایک بھاری ضمانت طلب کر لی گئی۔ ۱۹۱۴ء میں کامریڈ بند کر دیا گیا۔ 'ہمدرد' میں بھی مولانا کی وہی پالیسی تھی، تین ماہ کے بعد اسے بھی بند کرنا پڑا ـــ مولانا چھندواڑہ جیل میں نظر بند کر دیئے گئے۔ تحریک خلافت اور تحریک عدمِ تعاون کے زمانے میں مولانا نے دہلی سے 'ہمدرد' دوبارہ جاری کیا۔ مولانا نے اس اخبار کے ذریعے برّصغیر کی اُردو صحافت کو بہت ترقی دی اور قوم کو تحریکِ آزادی کے لئے تیار کرنے میں بڑا کام کیا۔

ماہنامہ مخزن

۱۹۰۱ء میں لاہور سے مشہور علمی و ادبی ماہنامہ مخزن جاری ہوا۔ اسے (سر) شیخ عبدالقادر مرتب کرتے تھے۔ اس میں لکھنے والے ملک کے سرکردہ انشا پرداز ادیب اور شاعر تھے۔ پرچہ ہر لحاظ سے معیاری تھا یہ پرچہ مولانا ابوالکلام کے الہلال کی طرح بہت مقبول ہوا اور علم و ادب میں تاریخی حیثیت رکھتا ہے۔ علامہ اقبال کا کلام بھی اس میں شائع ہوتا رہا۔ مخزن کے پرانے پرچوں کی آج تک مانگ ہے۔ 'انتخاب مخزن' کے نام سے مخزن کے پہلے دس برس کے پرچوں کا انتخاب بھی مرتّب کیا گیا تھا یہ انتخاب بھی بہت مقبول ہوا۔ عرصے تک اسکی مانگ رہی۔

دیگر ماہنامے

مخزن کے بعد برّصغیر کے کئی اضلاع سے اُردو کے معیاری رسالے جاری ہوئے۔ مثلاً لکھنؤ میں عبدالحلیم شررؔ کا ماہنامہ 'دلگداز' علی گڑھ میں مولانا حسرت موہانی کا 'اُردوئے معلیٰ' کانپور میں منشی دیا نارائن نگم کا 'زمانہ' مولانا ظفر الملک کا 'الناظر' اعظم گڑھ میں دارالمصنفین کا 'معارف' حیدر آباد دکن میں مولانا ظفر علی خان کا 'دکن ریویو' علی گڑھ میں 'سہیل' میرٹھ میں 'عصر جدید' دہلی میں 'مجلہ طبیہ' الہ آباد میں 'ادیب' اور انجمن ترقی اردو کا رسالہ 'اُردو'۔ یہ اُردو صحافت کا پہلا دَور تھا جو ۱۹۲۰ء میں ختم ہو گیا۔ تحریکِ خلافت، تحریک عدم تعاون اور دوسری قومی تحریکوں نے اُردو صحافت کا دائرہ بہت وسیع کر دیا۔ اسے صحافت کا دوسرا دَور کہنا چاہیئے جو قیام پاکستان تک جاری رہا۔ ۱۹۲۰ء سے ۱۹۴۷ء تک اُردو صحافت کا دوسرا دَور تاریخ صحافت کا ہنگامہ خیز حصہ ہے۔ اس دَور میں بہت سے اُردو اخبارات اور بہت سے ماہنامے جابجا جاری ہوئے۔ ان میں اُردو کے غیر مسلم اخبارات اور رسالے بھی اور ہفت روزے بھی شامل ہیں۔

بشکریہ اُردو ڈائجسٹ جنوری ۱۹۸۹ء

امید ہے ہمارے قارئین نے اس مضمون کے مطالعہ سے اپنی معلومات میں اضافہ کیا ہوگا۔ بس ایک بات رہ گئی ہے اور وہ ہم کہہ دیں کہ قادیان سے ۱۹۰۲ء میں ریویو آف ریلیجنز شائع ہونا شروع ہوا تھا جو اب تک جاری ہے۔ اب یہ پرچہ انگلستان سے شائع ہوتا ہے۔ ۱۹۱۳ء میں الفضل بھی جاری ہوا جو اب ربوہ سے شائع ہوتا ہے۔ ان دو پرچوں کے علاوہ قادیان سے 'البدر' اور 'الحکم' بھی چھپتے رہے ہیں۔ بعد میں فاروق بھی اس کارواں میں شامل ہو گیا۔

حضرت حافظ مختار احمد صاحب شاہجہانپوری سے ایک ملاقات

از مکرم مولانا محمد منور صاحب

مارچ ۱۹۵۳ء میں مجھے مشرقی افریقہ واپس جانے کا حکم ملا۔ خیال آیا کہ حضرت حافظ صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر دعا کی درخواست کر دوں۔ حضرت حافظ صاحب سے تعارف ۱۹۳۹ء سے تھا جب میں تعلیم کے لئے پہلی بار قادیان [illegible] حاضر ہوا تھا۔ شروع شروع میں میرا قیام مہمان خانہ میں رہا۔ حضرت حافظ صاحب اور جناب حکیم قیس مینائی صاحب نجیب آبادی بھی مہمان خانہ میں تشریف فرما تھے اور شب و روز آنے والے مہمانوں کی روحانی ضیافت میں دل و جان سے مصروف رہتے تھے۔ دونوں بزرگوں کی صحت اچھی تھی اور ان کی گرجدار آوازیں پاس سے گذرنے والوں کو بھی اپنی طرف متوجہ کر لیتی تھیں۔

ان ایام میں حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب بقاپوری واعظِ مقامی کے فرائض انجام دیتے تھے اور ان سے بھی آہستہ آہستہ مراسم محبت بڑھتے گئے۔ میرے لئے جو عربی نصاب مقرر کیا گیا تھا اس میں صرف کی ایک کتاب "فصول اکبری" بھی تھی۔ یہ کتاب فارسی میں تھی اور میں نے حضرت مولانا بقاپوری سے یہ کتاب سبقاً سبقاً پڑھی تھی اور اس کا فائدہ ساری عمر اٹھاتا رہا۔ بعد میں مجھے بورڈنگ مدرسہ احمدیہ میں رہنے کی اجازت مل گئی۔ لیکن ان ہر سہ بزرگوں کی مجالس میں ہمیشہ حاضر ہوتا رہا۔ اور استفادہ جاری رہا۔

۱۹۵۲ء میں جب میں نے حضرت حافظ صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر دعا کے لئے درخواست کی تو اس وقت آپ ریلوے لائن ربوہ کے قریب ایک کچے مکان میں اپنے عزیز سید عبدالباسط صاحب کے ہمراہ مقیم تھے۔ جب میں نے اُن سے اپنے لئے دعا کی درخواست کی تو میری درخواست پر حضرت حافظ صاحب آبدیدہ ہو گئے۔ اور فرمایا کہ جب بھی میں اخبار الفضل میں آپ کی رپورٹ پڑھتا ہوں تو آپ کے لئے دعا کرتا ہوں۔ اور جب بھی مجھے علم ہوتا ہے کہ آج کسی خادم سلسلہ کی روانگی ہے تو کواڑ کھلوا کر ریل گاڑی کو دیکھ لیتا ہوں اور دعا کرتا رہتا ہوں۔ یہ الفاظ ایسی حالت میں ادا ہوئے کہ اثر گریہ سے آپ کا گلا رُندھ گیا تھا اور آپ کے جسم پر اضطراب اور بے چینی کی کیفیت نمایاں تھی۔ کیونکہ آپ چل پھر نہ سکتے تھے اور سٹیشن پر جا کر الوداع کہنے کی حسرت دل کو بے تاب کئے دیتی تھی۔ انہی بزرگوں کی دعاؤں کے طفیل سلسلہ عالیہ احمدیہ کو یہ ترقی نصیب ہوئی ہے اور ہوتی چلی جائے گی

Digitized By Khilafat Library Rabwah

اطلاعات و اعلانات

خریدارانِ الفضل سے ایک گذارش

ایسے خریداران جن کو الفضل بذریعہ ڈاک ملتا ہے ان کی خدمت میں گذارش ہے کہ ایسے احباب ڈاک کی بجائے اپنے شہروں کی ایجنسی سے پرچہ لیں تو پرچہ بحفاظت ان تک پہنچانا آسان ہو جائے گا۔ اس صورت میں آپ کو ماہ بماہ بل ادا کرنا ہوگا۔

یہ سہولت سرِدست انہی شہروں میں دی جاسکتی ہے۔ جہاں الفضل کی ایجنسیاں قائم ہیں۔ اگر آپ اس طریق سے اتفاق کریں۔ تو پہلے دفتر الفضل کو مطلع کرنا نہ بھولیں تاکہ آپ کا چندہ ایجنسی کے حساب میں شمار کر لیا جائے۔

(مینیجر الفضل)

تقریب رخصتانہ

عزیزہ پروین اختر بنت مکرم میاں جمال دین صاحب کارکن دفتر انصار اللہ مرکزیہ کی شادی عزیزم محمد اقبال ابن مکرم فیروز الدین صاحب آف راجوری کے ساتھ ۲۵ دسمبر ۱۹۸۸ء کو انجام پائی۔ بارات گوجرانوالہ سے ربوہ آئی جہاں تقریب رخصتانہ میں مکرم کیپٹن ملک محمد عبداللہ خان صاحب نے دعا کروائی۔

احباب سے بھی اس رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

کمال الدین۔ کارکن نظارت تعلیم

اعلان ولادت

میرے بیٹے چوہدری اعجاز احمد کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ۴ جنوری ۱۹۸۹ء بروز بدھ پہلی بیٹی کے بعد بیٹا عطا فرمایا ہے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بچے کا نام "اعزاز احمد خاں" تجویز فرمایا ہے۔ نومولود وقفِ نو میں وقف کر دیا گیا ہے۔ نومولود مکرم رانا نصیر احمد صاحب صراف بڈو ملہی ضلع سیالکوٹ کا نواسہ اور خاکسار کا پوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے نووارد کو نیک خادمِ دین اور ماں باپ کی آنکھوں کی ٹھنڈک کا موجب بنائے۔

چوہدری سردار خاں مکان ۵ گلی ۲
کرم آباد وحدت روڈ لاہور

نمایاں کامیابی و درخواست دعا

خدا کے فضل سے میرے بیٹے عزیزم منصور احمد قریشی ابن ناصر احمد قریشی ابن محترم محمد شمس الدین صاحب بھاگلپوری نے فورتھ ایئر ایم بی بی ایس میں یونیورسٹی میں تھرڈ پوزیشن لی ہے اور پیتھالوجی میں فرسٹ آیا ہے۔

نیز میری بیٹی امتہ الصبور نے گزشتہ سال سیکنڈری ایجوکیشن بورڈ (ڈیف) کے میٹرک کے امتحان میں فرسٹ کلاس فرسٹ پوزیشن حاصل کی تھی۔ نیز میری بیٹی عزیزہ امتہ المصور قریشی ایم بی بی ایس فائنل کا امتحان دے رہی ہے سب احمدی بچوں کی اعلیٰ کامیابیوں کے لئے عاجزانہ درخواستِ دعا کرتی ہوں خدا تعالیٰ ان کو حسنات دارین سے نوازے۔

امتہ الباری ناصر کراچی

درخواست دعا

• خاکسار کی اہلیہ صاحبہ چند دنوں سے بعارضہ دل بیمار ہیں۔ خاکسار احبابِ جماعت اور خاندان حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ کی خدمت میں عاجزانہ دعا کی درخواست کرتا ہے۔

خادم حسین رند کارکن فضل عمر ہسپتال ربوہ

• میری والدہ محترمہ غلام فاطمہ صاحبہ زوجہ میاں احمد دین صاحب آف سمبڑیال ضلع سیالکوٹ مورخہ ۲۰ جنوری ۱۹۸۹ء بروز جمعۃ المبارک کراچی میں رحلت فرما گئیں۔ والدہ صاحبہ کافی عرصہ سے بیمار چلی آرہی تھیں۔ والدہ صاحبہ موصیہ تھیں۔ جنازہ ربوہ لایا گیا جہاں مکرم مولانا دوست محمد شاہد صاحب نے فجر کی نماز کے بعد نماز جنازہ پڑھائی اور مورخہ ۲۱ جنوری کو بوقت ۹ بجے صبح بہشتی مقبرہ میں تدفین ہوئی۔

والدہ صاحبہ جوانی کے ایام سے ہی تہجد اور صوم و صلوٰۃ کی پابند تھیں۔ اور خدمتِ خلق آپ کا پسندیدہ مشغلہ تھا۔ آپ نے لجنہ اماء اللہ جماعت احمدیہ سمبڑیال کی بحیثیت صدر کافی عرصہ خدمت کی۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ احباب اور بزرگوں سے درخواست ہے کہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل و احسان سے والدہ صاحبہ کے درجات بلند فرمائے اور لواحقین کو اس ناقابلِ تلافی نقصان کو صبر جمیل کے ساتھ برداشت کرنے کی توفت عطا فرمائے۔

جمال الدین ۵۰۶-R سیکٹر B/۱۴ ۱۴-نارتھ کراچی

خاکسار کی والدہ مکرمہ برکت بی بی صاحبہ زوجہ مکرم فتح دین ماہلپوری کچھ عرصہ علیل رہنے کے بعد ۵ جنوری ۱۹۸۹ء بروز جمعرات چک ۹۶ گ ب صریح ضلع فیصل آباد میں انتقال فرما گئیں ان کی عمر تقریباً ۱۰۰ سال تھی۔ جنازہ ربوہ لایا گیا اور اگلے روز ۶ جنوری بروز جمعۃ المبارک بعد نماز فجر مکرم چوہدری مبارک مصلح الدین صاحب نے ان کی نماز جنازہ بیت المبارک میں پڑھائی۔ بوجہ موصیہ ہونے کے تدفین بہشتی مقبرہ میں عمل میں آئی

والدہ صاحبہ نہایت درجہ ملنسار، خوش اخلاق، پابند صوم و صلوٰۃ اور جماعتی لگاؤ رکھتی تھیں۔ آپ کی اولاد میں پانچ بیٹے اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ موصوفہ کو اپنے فضل و کرم سے جنت میں اعلیٰ درجات عطا کرے۔ اور اہل و عیال کو صبر جمیل عطا فرمائے

محمد رمضان - ۹۶ گ ب صریح۔ تحصیل جڑانوالہ
ضلع فیصل آباد

شکریہ احباب

ہمارے والدین مکرم عطاء الرحمٰن قریشی صاحب کی مئی ۱۹۸۸ء اور والدہ مکرمہ صادقہ رحمان صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ حلقہ گلبرگ لاہور کی ستمبر ۱۹۸۸ء کی المناک وفات پر بہت سے احباب کرام دوستوں اور بزرگوں نے اندرون و بیرون ملکوں سے خطوط اور ٹیلیگرام کے ذریعے ہمارے اس غم میں شریک ہو کر ہماری ڈھارس بندھائی۔ ہم اس نوٹ کے ذریعہ تمام احباب کا دلی شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو احسن جزا دے۔۔۔ نیز سب احباب سے دعا کی درخواست ہے۔

خالد رحمٰن و بہن بھائی۔ کینال پارک گلبرگ لاہور

پتہ درکار ہے

• محترمہ بشریٰ بیگم صاحبہ اہلیہ محمود احمد سکنہ دار العلوم شرقی ربوہ وصیت نمبر ۲۱۱۱۱ کے بارہ میں اگر کوئی صاحب جانتے ہوں تو فوری مطلع فرماویں۔

• مکرم چوہدری رحمت علی صاحب باجوہ ابن چوہدری حسین باجوہ صاحب ساکن کوٹ باغدین ضلع حیدرآباد سندھ وصیت نمبر ۲۱۲۹۴ کے موجودہ پتہ سے کوئی دوست واقف ہو تو دفتر کو مطلع کریں۔

سیکرٹری مجلس کارپرداز۔ ربوہ

انٹرنیشنل سنٹر برائے سائنٹیفک کلچر ورلڈ لیبارٹری (جنیوا) پوسٹ گریجویٹ فیلوشپ

جوان اور اہل پاکستانی APPLIED MATHEMATICIANS, PHYSICISTS, COMPUTER SCIENTISTS, ASTROPHYSICISTS اور الیکٹرانک انجینئرز کے لئے مندرجہ ذیل اغراض کے لئے انٹرنیشنل سنٹر برائے سائنٹیفک کلچر ورلڈ لیبارٹری (جنیوا) سوئٹزرلینڈ پوسٹ گریجوایٹ فیلوشپ پیش کرتی ہے۔

۱۔ پوسٹ گریجویٹ تعلیم اور ریسرچ کسی بھی پاکستانی یونیورسٹی میں جو کہ PHD ڈگری دلادے فزکس، ایسٹروفزکس، کمپیوٹر سائنس، کمپیوٹر سائنس الیکٹرانکس اور ریاضی میں۔ وظیفہ کی حد ۴۰۰۰ روپے ماہوار سے ۵۰۰۰ روپے ماہوار۔

۲ INFN, GRAN SASSO لیبارٹری اٹلی میں کاسمک رے فزکس اور پروٹان ڈیکے کی ریسرچ کے لئے

۳۔ یورپین مرکز برائے ہائی انرجی فزکس CERN جنیوا سوئٹزرلینڈ میں ہائی انرجی الیکٹران پازیٹران اینیہی لیشن فزکس کی تعلیم کے لئے۔

۴۔ CERN جنیوا سوئٹزرلینڈ میں پارٹیکل ایکسیلیریٹر اور ڈیٹیکٹر ٹیکنالوجی میں ریسرچ اور ڈیولپمنٹ پراجیکٹس اور بڑے پیمانے پر کمپیوٹر سمولیشن ٹیکنیک کے لئے

اہلیت: کم از کم ایم ایس سی ڈگری فزکس، ریاضی کمپیوٹر سائنس یا بی ایس سی (انجینئرنگ) الیکٹرانکس میں MPHIL/MSC (ENG) کو ترجیح دی جائے گی۔

وظیفہ = اس ملک کے سٹینڈرڈ کے مطابق دیا جائیگا اور دو طرفہ ٹکٹ ہوائی جہاز برائے اکانومی کلاس اور ہیلتھ انشورنس کے لئے عطیہ بھی ملے گا۔

امتحان۔ ۱۱ فروری ۱۹۸۹ء صبح ۹ بجے حسب ذیل مقامات پر ہوگا۔

(۱) فزکس ڈیپارٹمنٹ قائد اعظم یونیورسٹی اسلام آباد

(۲) سنٹر برائے سالڈ اسٹیٹ فزکس پنجاب یونیورسٹی لاہور۔

(۳) فزکس ڈیپارٹمنٹ کراچی یونیورسٹی کراچی

کسی بھی قبل از وقت درخواست کی ضرورت نہ ہے۔ اور کوئی سفر خرچ وغیرہ ادا نہیں کیا جائیگا

بحوالہ دی مسلم اخبار۔ مورخہ ۲۰ جنوری ۱۹۸۹ء

درخواستِ دعا

خاکسار آج کل بہت پریشانیوں میں مبتلا ہے۔ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ان پریشانیوں کو دور کرے اور خدمت دین کی توفیق دے۔

ناصر احمد کارکن الفضل

Digitized By Khilafat Library Rabwah

صدر لجنہ کینیڈا کا پانچ شہروں کا دورہ

مکرمہ محمودہ میاں صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ کینیڈا نے پانچ شہروں کی لجنات کا دورہ کیا جو خدا کے فضل سے نہایت کامیاب رہا۔ یہ دورہ ۳ جون ۱۹۸۸ء سے ۲۳ جون تک جاری رہا۔ اس دورے کے دوران موصوفہ نے وینکوور، سرے، کیلگری، سسکاٹون اور ایڈمنٹن کا دورہ کیا۔ اس دوران انہوں نے کئی جگہوں پر لجنہ کے اجتماعات سے خطاب کیا۔ جماعت سسکاٹون کے بارے میں انہوں نے بتایا کہ اس جماعت نے اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے شہر کے اندر ہی ۱۶ ایکڑ زمین بیت الذکر کی تعمیر کیلئے خرید لی ہے۔ دعا ہے کہ لجنہ اماء اللہ کینیڈا ترقی کرے اور بہترین خدماتِ دینیہ بجالانے میں کامیابی حاصل کر سکے۔

احمدیہ گزٹ کینیڈا

لجنہ اماء اللہ ضلع جہلم کا کامیاب اجتماع

صدر لجنہ اماء اللہ ضلع جہلم مکرمہ امۃ الرشید ملک صاحبہ نے اطلاع دی ہے کہ لجنہ اماء اللہ ضلع جہلم کا اجتماع ۱۳ اکتوبر ۱۹۸۸ء کو منعقد ہوا جس میں ضلع کی دو مجالس محمود آباد اور کالا گوجراں کی ۳۶ لجنات و ناصرات نے شرکت کی۔ یہ اجتماع خدا تعالیٰ کے فضل سے نہایت کامیاب رہا۔ مقابلوں میں حصہ لینے والی بچیوں میں انعامات تقسیم کیے گئے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس لجنہ کو بہترین کام کرنے کی توفیق عطا ہوتی رہے۔

صد سالہ جشنِ تشکر کے موقعہ پر الفضل کا خصوصی نمبر

صد سالہ جشنِ تشکر کے مبارک موقعہ پر روزنامہ الفضل ربوہ ایک خصوصی ضخیم نمبر شائع کر رہا ہے جس میں اس موقع کی مناسبت سے اہم تحریرات شاملِ اشاعت ہوں گی۔

مشتہرین حضرات سے گزارش ہے کہ اس خصوصی نمبر کیلئے اپنے اشتہارات ۱۰ فروری ۱۹۸۹ء تک بھجوا دیں۔

مینجر الفضل

"دنیا کی محبت ساری خطاکاریوں کی جڑ ہے"

ڈاکٹری سیمپلز SAMPLES

ہم مزمن امراض (CHRONIC DISEASES) کیلئے ۴۰ روزہ کورسز بطور نمونہ مستند معالجین کو پیش کرتے ہیں۔ ایلوپیتھ ڈاکٹرز، ہومیوپیتھ ڈاکٹرز اور اطباء مندرجہ ذیل مختصر کورسوں میں سے کوئی تین مع لٹریچر بطور نمونہ طلب فرمائیں۔ معلومات کیلئے تشریف لانے والوں کو بھی ہم خوش آمدید کہتے ہیں۔

- بواسیر کورس — PILES C.C
- ناسور کورس — FISTULA C.
- سردرد کورس — HEADACHE C.
- دمہ کورس — ASTHMA C.
- فالنگ ہیئر کورس — FALLING HAIR C.

کیور ٹو میڈیسن کمپنی رجسٹرڈ ربوہ۔ پاکستان

فون سیلز: ۷۷۱ کلینک: ۶۰۶

رہائش ڈاکٹرز: ۶۰۷

خبریں

★ قومی و صوبائی اسمبلیوں کے ضمنی انتخابات میں اسلامی اتحاد نے قومی اسمبلی کی، اور پیپلز پارٹی نے ۵ نشستیں حاصل کر لی ہیں۔ اسلامی اتحاد نے تمام نشستیں پنجاب سے حاصل کی ہیں جبکہ پیپلز پارٹی نے پنجاب سے ایک، سرحد سے دو، بلوچستان سے ایک اور سندھ سے ایک نشست حاصل کی ہے۔ سندھ سے ایک نشست ایم کیو ایم نے حاصل کی ہے۔

صوبائی اسمبلیوں میں سے پنجاب میں اسلامی اتحاد نے ۴ اور پیپلز پارٹی نے ایک نشست حاصل کی۔ سرحد سے دونوں صوبائی نشستیں پیپلز پارٹی نے، اور سرحد سے بھی واحد نشست پیپلز پارٹی نے حاصل کی۔

خاص مقابلوں میں کوٹ ادو سے غلام مصطفےٰ جتوئی جیت گئے۔ اوکاڑہ میں یٰسین وٹو ہار گئے۔ اور لاہور میں محترمہ بے نظیر بھٹو کی خالی کردہ نشست پر پیپلز پارٹی کے امیدوار ہار گئے۔

★ کراچی میں شاہ فیصل کالونی، خواجہ اجمیر نگری، نارتھ کراچی اور ریلوے کالونی کینٹ میں فائرنگ کے نتیجے میں ۳ افراد ہلاک ہو گئے۔

★ وزیر خارجہ صاحبزادہ یعقوب خان سعودی عرب کے دورے پر روانہ ہو رہے ہیں۔

★ وزیر اعظم محترمہ بے نظیر بھٹو کے حکم سے قائم کردہ ایک کمیٹی اس تجویز کا جائزہ لے رہی ہے فوج کے سراغرسانی کے ادارے، انٹر سروسز انٹیلی جنس کو ملکی سیاست کے معاملات میں استعمال نہ کیا جائے۔ اس کمیٹی کے سربراہ ریٹائرڈ ائر مارشل ذوالفقار علی ہیں۔ کمیٹی نے غور کیا ہے کہ انٹر سروسز انٹیلی جنس کے ایسے معاملات میں مداخلت سے اس کی اپنی کارکردگی بری طرح متاثر ہوئی ہے۔

★ میلبورن میں ٹینس کی نمبر ایک کھلاڑی مغربی جرمنی کی سٹیفی گراف نے آسٹریلین اوپن ٹینس چیمپئن شپ میں چیکوسلواکیہ کی ھیلینا سکووا کو ہرا کر چیمپئن شپ جیت لی۔

اظہر آٹو ورکس

گاڑیوں کی مرمت کا کام تسلی بخش اور بہترین ہوتا ہے۔

جی ٹی روڈ سرائے کالا ٹیکسلا

★ اٹارنی جنرل مسٹر یحییٰ بختیار جنیوا روانہ ہو گئے ہیں۔ جہاں پر وہ اقوام متحدہ کے انسانی حقوق کمیشن کی کانفرنس میں پاکستانی وفد کی نمائندگی کریں گے۔ اس کمیشن کا اجلاس ۳۰ جنوری کو جنیوا میں منعقد ہوگا۔

★ لیبیا کے لیڈر معمر القذافی نے امریکی ٹیلی ویژن پر دیئے گئے ایک انٹرویو میں کہا ہے کہ وہ نئے امریکی صدر جارج بش سے مذاکرات کے لئے تیار ہیں انہوں نے سابق صدر ریگن کے مقابلے پر موجودہ صدر کی تعریف کی۔

★ پاکستان کو ملنے والی امریکی امداد بند ہونے کا خطرہ پیدا ہو گیا ہے۔ امریکی اخبار واشنگٹن پوسٹ نے لکھا ہے کہ اس کا امکان کم ہے کہ اس سال امریکی انتظامیہ اس بات کی سند پیش کر سکے کہ پاکستان کے پاس ایٹمی ہتھیار نہیں ہیں۔

★ آٹھویں ترمیم کو بلوچستان ہائی کورٹ میں چیلنج کر دیا گیا۔

نمایاں کامیابی

خاکسار کی بیٹی عزیزہ ناصرہ سحر نے فیڈرل گورنمنٹ ماڈل سکول محفوظ پورہ لاہور کینٹ کی طرف سے تیسری کلاس میں ۸۰ فیصد سے زائد نمبر لے کر نمایاں پوزیشن حاصل کرنے پر وظیفہ حاصل کیا ہے خاکسار عزیزہ کی مزید کامیابیوں کے لیے درخواستِ دعا کرتا ہے۔

قریشی نصیر احمد ناصر مربی سلسلہ تنزانیہ حال ربوہ

سالانہ ڈنر و فنکشن

گورنمنٹ کالج لاہور پولیٹیکل سائنس الیومینائی (POLITICAL SCIENCE ALUMNI) کا سالانہ کینڈل لائٹ ڈنر سوشل فنکشن مورخہ ۳ فروری ۸۹ء بروز جمعۃ المبارک کالج ہال میں منعقد ہوگا۔ دلچسپی رکھنے والے متعلقہ اولڈ راوینز "RAVIANS" فوری طور پر پروفیسر سعید عثمان ملک صاحب چیئرمین۔ پولیٹیکل سائنس ڈیپارٹمنٹ۔ گورنمنٹ کالج لاہور یا رہائش فون نمبر 270451 (لاہور) پر رابطہ قائم کر کے معلومات حاصل کر سکتے ہیں۔

منور شمیم خالد

(پروفیسر گورنمنٹ۔ ٹی۔ آئی کالج ربوہ)